ہیں۔ اور جب تک آگ کی حرارت، پانی سے برودت اور آفتاب سے روشنی فنا نہیں ہو جاتی ان دلائل و براہین میں کوئی دراڑ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولانا نانوتویؒ نے درحقیقت اپنی تصنیفات میں ایک بالکل جدید علم کلام پیش کیا ہے جو پائندہ و جاوید ہے اور جس میں سائنس خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے رخنہ پیدا نہیں کر سکتی۔

اس بنا پر سخت ضرورت تھی کہ علمائے کرام مولانا نانوتویؒ کے اس عظیم الشان اور قطعاً الہامی کارنامہ کی قدر کرتے۔ آپ کی تصنیفات کو مذاقِ حال کے مطابق جدید تہذیب و ترتیب اور تبویب کے ساتھ عمدہ کتابت و طباعت سے آراستہ کرکے شائع کیا جاتا۔ ان کی شروح لکھی جاتیں۔ نئی زبان اور تقاضائے حال کے مطابق جدید انداز بیان کے پیرایہ میں انھیں مسائل اور دلائل و براہین کو پیش کیا جاتا اور سب سے بڑھکر ضرورت اس کی تھی کہ ان کتابوں کو نصاب درس میں شامل کرکے ان پر کم از کم اتنی توجہ کی جاتی جتنی کہ شمس بازغہ اور صدرا پر کی جاتی ہے لیکن اس درد و الم کا اظہار کس سے کریں کہ ان میں سے ایک کام بھی نہیں ہوا۔ مولانا نانوتوی دنیا سے عرصہ ہوا چل بسے اور ان کی زبان کے خاموش ہوتے ہی ان کی یہ معنوی یادگاریں بھی گوشۂ خمول و گمنامی میں روپوش ہو گئیں فیا للاسف۔

برہان کی اس اشاعت میں ہم مولانا عبید اللہ سندھی کے ایک اعلان کے ساتھ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کی ایک تحریر بھی شائع کر رہے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مولانا نانوتوی کی تصنیفات کی کیا قدر و قیمت تھی اور وہ کس طرح چاہتے تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ وغیرہ کی بعض تصنیفات کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا نانوتوی کی تصنیفات بھی نصاب تعلیم میں شامل ہوں اور ان کتابوں کا خاطر خواہ اہتمام کیا جائے۔ لیکن حضرت شیخ الہند کی اس دلی تمنا اور آرزو کی تکمیل دار العلوم دیوبند کے ذمہ دار اصحاب نے کس طرح کی؟ بس کچھ نہ پوچھیے "اگر گویم زباں سوزد" کا عالم ہے۔ ہم خود ایک مدت سے چیخ رہے ہیں کہ نصاب میں اصلاح کرو۔ زمانہ کے مقتضیات کے مطابق علوم و فنون شاملہ درس میں ترمیم و تنسیخ کرو لیکن ہماری کوئی نہیں سنتا۔ اب حضرت شیخ الہند کی یہ تحریر دیکھکر ہمیں بڑی خوشی ہوئی۔ مگر ساتھ ہی ایک بڑی حسرت بھی ہوئی کہ جن حضرات نے حضرت شیخ الہند کی آرزو کا احترام نہیں کیا وہ ہماری بات کیا سنیں گے؟

مایوسی کی انھیں ظلمتوں میں مولانا سندھی کا اعلان آفتاب امید کی ایک کرن بنکر چمکا ہے۔ مولانا نے مصمم عزم کیا ہے کہ وہ اپنے دور کل کے استاد کی اس وصیت کی تکمیل و تعمیل کے لئے دہلی میں مستقل قیام فرمائیں گے اور ارباب استعداد کو حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مولانا نانوتویؒ کی تصنیفات کا درس بالالتزام دیں گے۔ فجزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین جزاءً حسنا۔